

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طَلَبُ العِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (مشکوٰۃ)

علم کی تلاش

اہمیت و فضیلتِ طلبِ علم

شعبہ نشر و اشاعت

تنظیم دعوت الی الخیر

★

مجھو والی محمدی جامع مسجد

عثمان آباد

کراچی



علم و عمل

سعادت و سیادت ہے عبادت ہے علم
بصیرت ہے، دولت ہے، طاقت ہے علم
بے شبہ وہ جو علم کی دولت سے ہے خالی
کہنے کو بشر ہے بشریت سے ہے خالی
لازم ہے کہ ہو علم کے ساتھ عمل بھی
سرسبز جو اشجار ہیں وہ رکھتے ہیں پھل بھی
حالی کا یہ نکتہ ہے ہمیں یاد برابر
ہیں علم و عمل دونوں کے اعداد برابر

(مولانا الطاف حسین حالی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّین "علم طلب کرو خواہ چین میں ہو" اس حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے اسلاف نے صحیح معنوں میں عمل کر دکھایا، جس کی چند مثالیں آپ ملاحظہ فرمائیں

کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دمشق کی مسجد میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے ابو درداء میں تیرے پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (مدینہ) سے ایک حدیث کے لئے آیا ہوں، جس کے متعلق مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے (اس کے علاوہ) میرے آنے کی کوئی اور غرض نہیں ہے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو علم طلب کرنے کے لئے ایک راہ پر چلے اللہ تعالیٰ اسے جنّت کے راستوں میں ایک راستہ پر چلاتا ہے اور فرشتے اپنے بازو طالب علم کی رضامندی کے لئے بچھاتے ہیں اور بے شک عالم کیلئے ہر وہ چیز جو زمین و آسمان میں ہے استغفار کرتی ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

غور فرمائیے کہ ہمارے اسلاف میں حصولِ علم کا شوق کس قدر تھا کہ صرف ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے ایک سچا مسلمان مدینہ سے دمشق تک کا سفر کرتا ہے اور اُس دور میں جبکہ سفر کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ زیادہ تر سفر پیدل یا اونٹ پر ہوا کرتا تھا۔ علماء کرام فقہاءِ عظام اور آئمہ محدثین رحمہم اللہ علیہم نے طلب علم میں بڑے بڑے دکھ اٹھائے اور صعوبتیں برداشت کیں۔ علم کے لئے ہزاروں میل کا سفر کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ سال میں بخاری شریف مکمل کی اور اس عظیم کام کے لئے ہزاروں میل سفر کرنا پڑا وہ بھی پیدل یا اونٹ وغیرہ پر۔ یہی حال دیگر آئمہ کرام کا تھا۔ صوفیاء کرام نے بھی حصولِ علم کے لئے جو مشقتیں اٹھائی ہیں انکا حال سن کر عقل حیران رہ جاتی ہے حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ بغداد میں

جب وہ طالب علم تھے تو کئی سال اس طرح بسر ہوئے کہ دجلہ کے کنارے گھاس کھا کر گزر بسر کرتا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے اور بھیک مانگنے کو ضمیر گوارہ نہیں کرتا تھا کئی کئی دن فاقوں میں گزر جاتے۔ علم کے لئے آپ بالکل نوعمری میں ہی اپنے آبائی وطن گیلان کو خیرباد کہہ کر بغداد تشریف لے گئے تھے۔

حضرت امام مالکؒ نے طالب علمی کا دور اتنی تنگیوں میں گزارا کہ اپنے مکان کے چھت کی کڑیوں کو بھی فروخت کرنا پڑا۔ صحابہ کرامؓ کے حالات پڑھ کر تو کلیجہ منہ کو آتا ہے ایک سو کے قریب صحابہ ہر وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حصول علم کے لئے مقام صفہ پر بیٹھے رہتے شوق علم کی وجہ سے کاروبار یا ملازمت کا بھی سوال نہیں تھا اور حالت یہ تھی کہ بھوک کے مارے بعض اوقات اُٹھ بھی نہیں سکتے تھے اور کئی کئی دن فاقے سے رہتے تھے ان میں سے اکثریت ایسے صحابہ کرامؓ کی تھی جن کے پاس صرف ایک کپڑا تن ڈھانپنے کو ہوتا تھا۔ جس سے بمشکل ناف سے گھٹنے تک ستر ہوتا تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ جنہوں نے سب سے زیادہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں۔ اسی درس گاہ صفہ یعنی پہلی اسلامی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تھے جن کے بھوک و افلاس کے دل کو ہلا دینے والے واقعات کتب تاریخ میں ملتے ہیں۔ مگر انہوں نے علم کے حصول کے لئے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی۔

علم دین اور ہم

آج کے دور میں ہر قسم کی تعلیمی سہولتیں میسر ہیں اور علم گھر گھر دستک دے رہا ہے۔ اسلامی کتب سے دکانیں و کتب خانے بھرے پڑے ہیں۔ دینی درس گاہیں جگہ جگہ موجود ہیں اب حصولِ علم دین کے لئے سیکڑوں میل پیدل سفر کرنے کی مشقت اُٹھانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں میں علم دین کا شوق مفقود ہوتا جا رہا ہے دُنیا سنوارنے کے لئے تو ہم مشکل سے مشکل علوم و فنون کو حاصل کرنے

کی سعی کرتے ہیں، مگر اُخروی نجات اور حصولِ رضائے الٰہی کی خاطر علم نافع یعنی علم دین کے حصول کا ہمیں اِلّا ماشاء اللہ شوق نہیں ہم ہر قسم کے غیر ضروری رسائل و کتب کا مطالعہ کرنے کے لئے تو وقت نکال لیتے ہیں اور جب تک روز مرہ اخبارات کا مطالعہ نہ کرلیں اطمینان نہیں آتا مگر کلامِ الٰہی جو ہمارا ضابطہ حیات ہے جو ہماری آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہے جو ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت مہیا کرتا ہے اُس قرآن حکیم فرقانِ عظیم کے باقاعدہ روزانہ تلاوت کے لئے وقت نکالنا ہمارے لئے اِلّا ماشاء اللہ مشکل ہو جاتا ہے مخرب اخلاق لٹریچر، افسانوں اور ناولوں کو پڑھنے سے ہمارا دل نہیں اُکتا تا مگر دینی کُتب، احادیث و کتاب اللہ کے مطالعہ سے ہم پر سُستی و کاہلی سوار ہو جاتی ہے۔ سینما حال یا ٹی وی پر فلمیں اور ڈرامے دیکھنے کے لئے کام کاج چھوڑ کر ہم گھنٹوں بیٹھ لیں گے مگر چند منٹوں کا دینی پروگرام دیکھنا یا سُننا ہم پر گراں گزرتا ہے ان حالات کو دیکھ کر دل دُکھتا ہے اور کڑھتا ہے اب یہ حال ہے تو آئندہ نسلوں کا کیا بنے گا۔ اے کاش ہم میں علم دین سیکھنے، سکھانے اور عمل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے اور اللہ کرے کہ ہمارے تعلیمی نظام میں پرائمری کی سطح سے لیکر یونیورسٹی تک علم دین جو ہر مسلمان پر فرض ہے اس طرح بتدریج دیگر علوم و فنون کے ساتھ ساتھ پڑھایا جائے کہ طالب علم جہاں دیگر علوم کی ڈگریاں و ڈپلوموں کے حامل ہوں وہاں مکمل عالم دین اور مثالی کردار کے حامل مومن کامل بن کر نکلیں اور اس طرح اپنی دنیا و آخرت دونوں سنوار سکیں۔ اگرچہ حکومت نے اس سلسلہ میں اہم اقدامات کئے ہیں۔ مگر ابھی بھی بہت کچھ مزید کرنے کی ضرورت ہے۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ اسلامیات کو صرف امتحان پاس کرنے یا کرانے کی نیت سے پڑھا اور پڑھایا نہ جائے بلکہ زندگیوں میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کی نیت سے تعلیمی عمل جاری ہو اور اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ خود عملی نمونہ بنیں اسلامی اقدار کو اپنائیں اور اپنے آپ کو اسلامی زندگی میں ڈھالیں تاکہ مغرب کی

ذہنی غلامی سے چھٹکارا حاصل کر کے صحیح اسلامی اقدار کو پروان چڑھایا جا سکے۔ اور ہر طالب علم ایک باکردار و باعمل ہو من ہونے پر فخر کرے نہ کہ غیر مسلم اقوام کی نقالی کو باعث عزت سمجھے۔ جیسا کہ آج کل عام طور پر نئی نسل میں نظر آتا ہے جو مسلمان اسلامی وضع اختیار کرے۔ سُنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کرے اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور مغرب کی نقالی کرنے والے کو ماڈرن گردان کر اس سے رشک میں آگے بڑھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑھتا ہے جن کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے بہترین Ideal ہے ان کے نقشِ قدم پر چلنے سے ہمیں الا ماشاءاللہ عار آتی ہے۔ مثلاً میں ذاتی طور پر کئی نوجوانوں کو جانتا ہوں جو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں داڑھی کے زیور سے آراستہ تھے مگر جب ان کی شادی کا مرحلہ آیا تو لڑکی والوں کی طرف سے داڑھی منڈانے کا مطالبہ ہوا۔ صد افسوس ہے ایسے مسلمانوں پر یہ ایک سُنت نہیں ہم کئی سُنتوں کے خلاف بلکہ واجبات اور فرائض کے خلاف زندگی بسر کر رہے ہیں۔ سچ فرما گئے شاعر مشرق علامہ اقبالؒ ؎

خوب ہے تجھ کو شعارِ صاحب یثرب کا پاس
کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تو مسلم نہیں!

اور یہ بھی آپ کا شعر ہے۔ ؎

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر با او نہ رسیدی تمام بو لہبی است

ہماری مذکورہ بالا حالت کے وجوہات کچھ بھی ہوں ایک بڑی وجہ انگریز کا دیا ہوا نظام تعلیم ہے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدائے لا الٰہ الا اللہ

یہ بھی علامہ اقبال ہی کا شعر ہے۔

گرچہ ملت کا جوان زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے مانگ کر لایا ہے فرنگی سے نفس

اس شعر میں علامہ مرحوم نے موجودہ معاشرہ کا جو نقشہ پیش کیا ہے یہ کوئی شاعرانہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت بیان فرمائی ہے جسے قرآن حکیم فرقان عظیم چودہ سو سال پہلے عالم انسانیت پر واضح کر چکا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ

(انفال - ۲۴)

"مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جبکہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں ایسے کام کیلئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی بخشتا ہے۔

معلوم ہوا حقیقی زندگی وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری میں گزرے، بصورت دیگر انسان اگرچہ زندہ کیوں نہ نظر آئے مگر حقیقت میں اسلامی نقطہ نگاہ سے وہ مُردہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لوگ سوئے ہیں مرتے ہی جاگ جائیں گے یعنی یہاں غفلت کی نیند میں ہیں اور چونکہ نیند بھی ایک قسم کی عارضی موت ہے لہٰذا احکام الٰہی کی طرف سے غفلت ولاپرواہی کی زندگی مُردہ پن سے کم نہیں۔ بہرحال عرض یہ کیا جارہا تھا کہ ہماری اس حالت زار کا انگریز کے دیئے ہوئے طریقہ تعلیم سے گہرا تعلق ہے اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خدا وہ دن لائے کہ ہم انگریزی ذہنی غلامی کی زنجیروں کو مکمل طور پر کاٹ پھینکیں اور مکمل اسلامی طرز کا نظام تعلیم جاری وساری ہو جائے۔ آمین یارب العالمین وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

خاکسار
محمد زبیر چشتی
امیر تنظیم دعوت الی الخیر

۱۲ اپریل سنہ ۱۹۸۵ء

اہمیت وفضیلت حصولِ علم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ (التوبہ۔ ۱۲۲)

تو لوں کیوں نہ کیا (کہ) ہر جماعت میں سے کچھ لوگ نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تاکہ وہ حذر کرتے (گناہوں سے بچتے)

(ف) مذکورہ آیت میں حصولِ علم کی تاکید اور تحصیلِ علم سے فراغت کے بعد تبلیغ دین پر زور دیا گیا ہے۔

علم دین حاصل کرنا فرض ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

"علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے" (ابن ماجہ۔ بیہقی)

(ف) جو علم حاصل کرنا فرض ہے اس کی تشریح وتفصیل انشاءاللہ تعالیٰ مستقل ایک رسالہ میں آئندہ بیان کی جائے گی، اجمالی طور پر اس کتابچہ میں بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

جنت کی راہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص طلبِ علم کے لئے راستہ چلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ پر چلاتا ہے۔ (مسلم)

یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ فرشتے طالب علم کے لئے اپنے بازو بچھاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو علم طلب کرنے کے لئے نکلے وہ راہ خدا میں ہے، جہاں تک کہ لوٹ آئے۔

(ترمذی۔ دارمی)

سو رکعت سے بہتر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر علم کا کوئی ایک باب سیکھے تو یہ سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (احمد، حاکم)

• ابن عبدالبر کی روایت میں ہے کہ علم کا کوئی باب آدمی سیکھ لے تو یہ اس کے حق میں دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔

جنت میں ایک درجہ کا فرق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو (ایسے وقت) موت آئی جبکہ علم کو تلاش کر رہا ہے تاکہ اس کے ساتھ اسلام کا احیاء کرے تو اس کے درمیان اور انبیاء کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

یاد رہے کہ یہاں درجہ سے مراد مقام سکونت مراد لیا گیا ہے نہ کہ مقام فضیلت۔

دو حریص

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دو حریص ہیں کہ سیر نہیں ہوتے ایک طالب علم (کہ طلب علم میں لگا ہی رہتا ہے) دوسرا صاحب دنیا (جو دولت اکٹھی کرنے میں مشغول رہتا ہے)، اور دونوں برابر نہیں ہیں، صاحب علم خدا کی رضامندی میں زیادہ ہوتا ہے اور صاحب دنیا سرکشی زیادہ کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے دانائی کی بات مطلوب ہے دانا آدمی کو، پس جہاں بھی اس کو پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ۔ بحوالہ مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ دانا (عقلمند) آدمی کو چاہیئے کہ علم و حکمت کی بات جہاں سے بھی ملے اُسے حاصل کر لے، علم انبیاء کی میراث ہے اور علماء اس کے وارث

ہیں تو جس طرح وارث جہاں کہیں اپنی وراثت کو پائے اسے حاصل کرنے کا حقدار ہے یہی حال علم کا ہے۔

○۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے علم مسلمانوں کی گمشدہ میراث ہے جہاں سے ملے لے لو!، نیز آپ کا ارشاد ہے کہ علم سیکھنے میں عیب نہ سمجھو۔ آپس میں ملو تو علم کا چرچا کرو ورنہ علم جاتا رہے گا۔

کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

لو جان بیچ کر بھی جو علم و ہنر ملے
جس سے ملے، جہاں ملے، جسقدر ملے

○۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ مجلس علم میں حاضر ہونا ہزار رکعتیں پڑھنے، ہزار بیماروں کی عیادت کرنے اور ہزار جنازوں میں شرکت کرنے سے بہتر ہے۔ (ابونعیم)

علم کی کنجی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم وہ خزانہ ہے جس کی کنجیاں سوال ہیں۔ پس علم کا سوال کرو کہ اس میں چار شخصوں کو ثواب ملتا ہے اول سوال کرنے والے، دوسرے عالم کو، تیسرے سننے والے کو، اور چوتھے اس کو جو ان سے محبت رکھتا ہو۔ (بیہقی)

مجاہد فی سبیل اللہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری اس مسجد میں کسی خیر کی تعلیم دینے یا حاصل کرنے آئے تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کے درجہ میں ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور (دنیاوی) کام کے لئے آئے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ غیر کے مال پر اس کی نظر ہو۔ (ابن ماجہ عن ابوہریرہؓ)

کم سے کم علم کی مقدار

حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ علم کی مقدار کیا ہے کہ جس کو آدمی حاصل کرلے تو وہ فقیہ بن

جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا وَّکُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِیْدًا (مشکوٰۃ)

"یعنی جو چالیس حدیثیں یاد کرلے جو اس کے دین کے معاملہ میں ہوں اللہ تعالیٰ اس کو فقیہہ اٹھائے گا۔ اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا"۔

شب بیداری سے بہتر

حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں کہ ایک مسئلہ سیکھ لینا میرے نزدیک تمام رات بیداری سے بہتر ہے اور یہ بھی ابو درداؓ کا ارشاد ہے کہ عالم اور طالب علم خیر میں شریک ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں کوئی بھلائی نہیں اور فرمایا کہ عالم بن یا طالب علم یا سننے والا۔ ان تین کے سوا چوتھا مت ہو ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

(احیاء علوم الدین)

- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں علم کو جہاں سے پاؤ لے لو مگر فقہا (یا علماء) جو ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں اسے قبول نہ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ علماء سے اگر کوئی کام شریعت کے خلاف سرزد ہو تو اسے رد کردو اور ایسے کام میں ان کی پیروی نہ کرو۔

محبّت کی چادر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو طالب علم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایک محبّت کی چادر اڑھا دیتے ہیں اور اگر اس سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رضا جوئی اس سے کرالیتا ہے۔ (یعنی توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور معاف فرماتا ہے)

طلب علم جہاد ہے

حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم کے طلب کرنے کو جہاد نہ سمجھے وہ اپنی عقل میں ناقص ہے۔

گناہوں کا کفارہ

حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ایک علم کی مجلس، لہو کی ستر مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

لہو کی مجلس سے مراد بیہودہ، لغو اور فضول محفلیں اور مجلسیں ہیں

کثرت علم کا ذریعہ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو نوعمری ہی میں ہی اللہ تعالیٰ نے دولت علم سے وافر حصہ عطا کر دیا تھا کسی نے پوچھا اتنی عمر میں اتنا علم حاصل ہو جانے کی کیا وجہ ہے فرمایا مجھے جو معلوم نہیں ہوتا معلوم کر لیتا ہوں اور جو معلوم ہو جاتا ہے اسے دوسرے کے آگے بیان کرتا رہتا ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ کئی دفعہ کوئی واقعہ پڑھنے کے باوجود اتنا ذہن نشین نہیں ہوتا جتنا ایک دفعہ بیان کرنے سے یاد رہتا ہے، معلوم ہوا علم معلوم کا بیان کرتے رہنا اور نامعلوم کا معلوم کرتے رہنا کثرت علم کا ذریعہ ہے۔

• حکیم جالینوس سے پوچھا گیا کہ تم نے دوستوں کے مقابلہ میں زیادہ علم کس طرح حاصل کیا؟ جواب دیا میں نے کتب بینی کے لئے چراغ کے تیل پر اس سے زیادہ خرچ کیا جتنا وہ شراب پر خرچ کرتے تھے۔

حصول علم اور نیت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری)

لہذا جو شخص حصول علم کا خواہاں ہو وہ پہلے طے کر لے کہ آیا بتحصیل علم سے اس کا مقصد کیا ہے اگر صرف فخر و مباہات اور نمائش کے لئے پڑھنا ہے تو یاد رہے کہ وہ اپنا دشمن ہے اور اگر علم سے مقصود رضائے الٰہی ہے اور اپنی جہالت کو دور کرنا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے، نمائش منظور نہیں تو سبحان اللہ یہ بہت خوب ہے۔

بحث و مناظرہ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ علماء پر سبقت حاصل

کرے اور بے علموں سے مناظرہ اور مجادلہ کرے یا عوام الناس کو اپنی طرف مائل کرے کہ دنیاوی مال وجاہ حاصل ہو تو اسے اللہ جہنم میں داخل کر دیگا۔

(ترمذی)

(ف) دراصل بحث و مناظرہ میں انسان بہت سے اخلاقی رذائل کا ارتکاب کر جاتا ہے جیسے کبر و عجب، تجسس و ٹٹول، غیبت و مبالغہ آرائی بغض و حسد اور کینہ توزی وریا کاری وغیرہ جن کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ البتہ جو بحث و مباحثہ ترقی علم کے لئے معلومات میں اضافہ کے لئے اتحاد و اتفاق کے ساتھ اور آپس میں محبت کے ساتھ ہو اس سے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں ایسا بحث و مناظرہ تمام اخلاقِ مذمومہ کا منبع ہے جس سے مقصود محض مخالف پر غلبہ پانا، اس کو شکست دینا اور اس پر اپنی برتری اور شرف کا رعب جمانا اور اس کے سوا اور کچھ مطلوب نہ ہو کہ جذبۂ مباہات کی تسکین کا سامان مہیا کر لیا جائے۔ لوگوں کی توجہات و میلانات کے رخ کو اپنی طرف موڑا جائے اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنائی جائیں۔ بلاشبہ شیطان اس جذبہ سے خوش ہوتا ہے لیکن اللہ اس پر خوش نہیں ہوتا۔

(افکارِ غزالی)

• ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو علم اس لئے طلب کرے تاکہ جہلاء سے جھگڑ سکے یا علماء پر فخر جتا سکے یا لوگوں کو اپنی طرف مائل کر سکے تو وہ دوزخ میں ہے۔

(ابن ماجہ)

یہ اس وجہ سے کہ اللہ کی رضا کے حصول کے علاوہ کسی اور نیت سے علم حاصل کرنا ریا کاری ہے اور ریا کار آدمی اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

کونسا علم سیکھنا ضروری ہے

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۔ (العنکبوت ۴۹)

بلکہ یہ روشن آیات ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں (محفوظ)

(ف) معلوم ہوا عالم کے لئے ضروری ہے کہ علم قرآن رکھتا ہو کیونکہ قرآن ہی جملہ علوم وفنون کا جامع اور تمام حقائق ومعارف کا اصل ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن حکیم فرقان عظیم تو لاکھوں علوم وفنون کا مخزن ہے تو کیا ہر آدمی کے لئے قرآن حکیم کے جملہ علوم حاصل کرنا فرض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان علوم میں سے جو علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس کو چار شعبوں میں علماء دین نے تقسیم کیا ہے۔ (۱) عتقادات (۲) عبادات (۳) اخلاقیات (۴) معاملات۔ کم از کم اتنا علم ہر مسلم کے لئے حاصل کرنا لازم ہے جس سے اس کا عقیدہ درست ہو سکے۔ فرض عبادات کو صحیح طور پر ادا کر سکے اور اخلاقیات اور معاملات کے سلسلہ میں ایسے تمام امور کا علم جس سے انسان اخلاقی، اقتصادی، معاشی ومعاشرتی برائیوں سے محفوظ رہ سکے دوسرے لفظوں میں زندگی کے مختلف شعبوں میں وہ اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق سے واقف ہو، گویا فرض علم کی اگر مختصر الفاظ میں تعریف (DEFINITION) کی جائے تو وہ یوں ہوگی کہ ہر انسان حقوق اللہ وحقوق العباد کا علم رکھتا ہو اس میں عقائد، فرائض، اخلاق اور معاملات سب آجاتے ہیں ایک کا حق دوسرے کا فرض بنتا ہے اگر ہر آدمی اپنا فرض ادا کرتا ہے تو دوسرے کا حق ادا ہوتا رہے گا۔

• ابن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم سیکھو اور لوگوں کو اس تعلیم دو، علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو، قرآن سیکھو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو تحقیق میں بھی انسان ہوں اور قبض کیا جاؤں گا۔ (یعنی دنیا سے آخرت کی طرف سے لوٹنے والا ہوں) اور علم بھی قبض ہو جائے گا۔ فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو شخص فرض چیز میں جھگڑا کریں گے مگر وہ اپنے درمیان فیصلہ کرنے والا کوئی نہ پائیں گے۔ (دارمی۔ دار قطنی)

علم نافع

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اللہ نے وحی فرمائی کہ اے داؤد! نافع علم حاصل کر۔ آپ نے عرض کی نافع علم کونسا ہے

فَقَالَ اَنْ تَعْرِفَ جَلَالِیْ وَعَظَمَتِیْ وَکِبْرِیَائِیْ وَکَمَالَ قُدْرَتِیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِنَّ ھٰذَا الَّذِیْ یُقَرِّبُکَ اِلَیَّ۔

تو آپ نے فرمایا جس سے تجھے میرے جلال میری عظمت، میری بڑائی، اور ہر شے پر میری کمال قدرت کا پتہ چلے کیونکہ ایسا علم ہی تجھے میرے قریب کر سکتا ہے۔

علم نور ہے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علم کثرت روایات سے نہیں۔ وہ تو ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ دل میں رکھ دیتا ہے۔

جس طرح نور بصر سے عاری انسان راہ سفر کے چپہ چپہ پر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے کہیں کسی گڑھے میں گرتا ہے تو کہیں کسی دیوار سے سر ٹکراتا ہے، اسی طرح نور علم سے کورا انسان کامیاب زندگی بسر نہیں کر سکتا وہ گمراہی و بے دینی کے اندھیر دل میں اور کفر و ظلمت کے غاروں یا فسق و فجور کی گھاٹیوں میں سرگرداں رہتا ہے بے علم آدمی اپنی جہالت و بے علمی کے باعث نہ تو ظاہری اعمال میں درستی پیدا کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے باطنی اخلاق، فاضلہ یا خصائل رذیلہ کا پتہ چل سکتا ہے اور یہ سب سے بڑا خسارہ اور نقصان ہے

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ۔ (الزمرآیت ۲۲)

اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا ہو اس میں اس کے رب کی طرف سے ایک نور پیدا ہو جاتا ہے۔

حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الْقَلْبَ اِنْفَسَحَ وَانْشَرَحَ ۔ " جب بندہ کے دل میں اللہ کا نور داخل ہو جاتا ہے تو دل میں وسعت اور انشراح پیدا ہو جاتا ہے"۔ صحابہ کرام رض نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نور کے داخل ہونے کی علامت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَۃِ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ ۔

اس فانی (دھوکہ کے گھر) سے بے رغبتی، آخرت کی طرف رجوع اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری

یعنی جسکے سینے میں وہ نور (علم و معرفت) داخل ہو جاتا ہے ایسا شخص آخرت کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے اور اس فانی دنیا سے دھوکہ نہیں کھاتا جسے اللہ تعالیٰ نے چند روز کیلئے امتحان گاہ بنایا ہے اور آخرت کی تیاری میں لگ جاتا ہے دوسرے لفظوں میں ایسا شخص تقوےٰ اور پرہیزگاری کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے اور عبادت رب میں مشغول رہتا ہے۔

علم مطلوب

متذکرہ بالا احادیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے علم مطلوب وہی ہے جس سے آخرت کی رغبت اور اس فانی دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو، ذیل میں سورہ نجم کی آیات ملاحظہ ہوں جن سے یہ مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَاؕ ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (النجم ۲۹-۳۰)

پس جو ہماری یاد سے روگردانی کرے اور صرف دنیا کی زندگی کا خواہاں ہو اس سے تم بھی منہ پھیر لو انکے علم کی یہی انتہا ہے۔

ضروری تنبیہ شانِ نزول کے لحاظ سے تو یہ آیات کفار مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں لیکن قرآن حکیم تا قیام قیامت بنی نوع انسان کیلئے ہدایت کا منبع و مرکز بن کر آیا ہے لہٰذا یہ آیات ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں انگریز کی ذہنی غلامی و تعلیم اور دنیا کی ہوا و ہوس نے آج ہم مسلمانوں کا الا ماشا اللہ یہی حال بنا دیا ہے ہماری ساری عملی ترقی اور جملہ علوم و فنون کا محور صرف معاشی زندگی بن کر رہ گیا ہے۔ اگر معاشیات کے ساتھ ساتھ معادیات یعنی معاملاتِ آخرت نہ کو نہ بھولتے تو کوئی بات نہیں تھی ہر قسم کے علوم و فنون میں ترقی کرنا صرف اچھا ہی نہیں بلکہ آج کے SCIENTIFIC دور میں ضروری ہو گیا ہے۔ لیکن یہ علوم اگر صرف دنیا کا بندہ اور حرص و لالچ اور حب جاہ کا بندہ بنا کر رکھ دیں اور خوف خدا جاتا رہے آخرت کا خیال نہ رہے اور ذہن اتنے پراگندہ ہو جائیں کہ آدمی عملی طور پر ایسا معلوم ہو جیسا کہ اس دنیا ہی میں رہنے بسنے اور عیاشی کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو ایسا علم تو نری جہالت ہے جیسا کہ ایک محقق کا ارشاد ہے "علم البتہ کہ راہ حق نہ نماید جہالت است" یعنی جو علم حق کی راہ نہ دکھائے وہ جہالت ہے۔

اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو ہم اپنے مقصد حیات سے کوسوں دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنی جن والنس کی پیدائش کا مقصد صرف عبادت رب ہے گویا زندگی کا ہر گوشہ احکامات خداوندی کے تحت گزارنا چاہیئے مگر ہمارے علم کی انتہا یہ ہے کہ زندگی کے مختلف شعبہ جات میں عبادت کا رنگ غالب ہونا تو در کنار ہم تو فرض نماز جو دین کا ستون ہے اور کافر اور مسلم میں امتیازی نشان اور ایمان کی علامت ہے اسے پانچ وقت باجماعت اہتمام کے ساتھ قائم نہیں رکھ سکتے۔ ہمارا اوڑھنا بچھونا حب دنیا بن چکا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے کفار کی علامت اور غضب الٰہی کا سبب قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○ (النحل ۱۰۶ - ۱۰۷) "ان پر اللہ کا غضب ہے اور بڑا عذاب

یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری جانی اس لئے کہ اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا"

والدین کی ذمہ داریاں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر اچھی تعلیم ہے۔ ابو داؤد شریف میں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کی عادت ڈالو اور دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔

(ف) ہمارے معاشرے میں اکثر والدین اپنے حقوق کے حوالے سے اپنی اولاد کی طرف سے بہتر سے بہتر سلوک، بھلائی و خیر خواہی اور ہر قسم کی مراعات کے خواہاں ہوتے ہیں اور اولاد کی عدم توجہ کا شکوہ کرتے رہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے بعد والدین کے حقوق کو اعلیٰ درجہ حاصل ہے اور جو شخص یہ حقوق ادا نہیں کرتا اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے مگر تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ اولاد کی طرف سے ماں باپ کے بارے میں عدم توجہ اور انکے حقوق کی پامالی کی ایک اہم ترین وجہ خود والدین ہوتے ہیں۔ یہ اس طرح کہ اولاد پہلے حقدار ہوتی ہے کہ ماں باپ کی طرف سے جو حق ان کا ہے وہ پورا کیا جائے۔ اولاد کو اچھی تعلیم دینا، اعلیٰ اخلاق اور اسلامی اقدار سے روشناس کرانا ان کی بہتر سے بہتر پرورش و نگہداشت، ان کے ہر فعل پہ کڑی نظر رکھنا صحیح تعلیم کا اہتمام کرنا والدین کے ذمہ ہے۔ جب والدین اپنی ذمہ داریوں سے پہلوتہی کریں گے۔ انکی تعلیم و تربیت کا کچھ خیال نہ کریں گے تو اولاد بڑی ہو کر ان کا کیا حق ادا کریگی جیسی ان کی تربیت ہوئی ہے اس سے زیادہ کی ان سے کیا توقع کی جاسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر والدین اپنی اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں اولاد ان کے لئے دنیا میں ہی وبال جان بن جاتی ہے اور آخرت کا وبال الگ ہے وہاں اولاد کے حقوق کے حوالے سے والدین سے باز پرس ہوگی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اولاد کو دینی تعلیم سے بہرہ ور کیا جائے۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آمین! یارب العالمین"

اطلاع عام

۱۔ تنظیم دعوتِ الی الخیر غیر سیاسی خالص اسلامی ادارہ ہے جس کے اغراض ومقاصد و قواعد وضوابط کی تفصیل تنظیم کی اشاعتِ اول "دستور العمل" میں درج ہے جسے دفتر سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ تنظیم کسی قسم کا عوام سے چندہ نہیں کرتی اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنے کی اجازت دیتی ہے بلکہ جملہ اخراجات اراکین تنظیم کے ماہواری یا سالانہ عطیات سے پورے کیئے جاتے ہیں۔

۳۔ جو لوگ اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ باقاعدہ رکن بن کر صدقۂ جاریہ میں شمولیت اختیار فرما سکتے ہیں۔ رکنیت فیس ایک سو روپیہ سالانہ پاکستان کیلئے اور دو سو روپیہ بیرون پاکستان کیلئے مقرر ہے۔ البتہ جو لوگ تنظیم کے مرکزی یا علاقائی دفتر کے قرب وجوار میں بستے ہوں وہ ماہانہ صرف دس روپے ادا کرکے رکنیت اختیار کر سکتے ہیں۔

۴۔ دور بسنے والے احباب جو شرکت فرمانا چاہیں وہ براہ راست بذریعہ بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر اپنے عطیات روانہ کر سکتے ہیں۔ یا تنظیم کے اکاؤنٹ نمبر ۴۲-۳۸۹ حبیب بینک لمیٹڈ عثمان آباد برانچ کراچی نمبر ۳ میں جمع کر سکتے ہیں۔

۵۔ تنظیم کی طرف سے وقتاً فوقتاً شائع ہونے والے رسائل وکتب وغیرہ اراکین میں بلامعاوضہ تقسیم کیئے جاتے ہیں نیز وہ افراد جو ان رسائل کی رعایتی قیمت بھی ادا کرنے کی سکت نہ رکھتے ہوں انہیں بھی مفت فراہم کیئے جاتے ہیں۔

۶۔ عطیہ رکنیت صدقۂ جاریہ میں شرکت کے طور پر وصول کیا جاتا ہے یہ ہرگز کتب و رسائل کا بدلہ نہیں اس کا مقصد صرف حصول رضائے الہیٰ ہونا چاہیئے۔

۷۔ ہر خاص وعام کو دعوت دی جاتی ہے کہ تنظیم کے اصلاحی وتبلیغی کتابچے رعائتی قیمت پر زیادہ سے زیادہ مقدار میں حاصل کرکے اپنی برادری یا حلقہ احباب میں اہل محلہ کے افراد میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ یہ بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ توشۂ آخرت ہے۔ اگر مرحومین کی طرف سے تقسیم کریں تو ایصالِ ثواب کا لاجواب طریقہ ہے اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کا سستا اور آسان ذریعہ ہے۔

ہمارا نصب العین

تنظیم دعوت الی الخیر کا نصب العین حصولِ رضائے الٰہی و فلاح دارین ہے۔

اغراض و مقاصد

۱۔ مسلمانوں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کا جذبہ بیدار کرنا۔

۲۔ قرآنی تعلیمات کو عام کرنا، خصوصاً نوجوان نسل کو رجوع الی الخیر دلانا۔

۳۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے فرض منصبی کو قرآنی اسلوب کے مطابق ادا کرنے کی سعی کرنا۔

۴۔ قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کرنا اور عملی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کرنا۔

۵۔ ہر قسم کے اختلافات سے بالاتر رہتے ہوئے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔

راہِ عمل

(۱) مدارس تعلیم القرآن کا قیام (۲) دینی رسائل و کتب کی نشر و اشاعت (۳) اسلامی لٹریچر پر مبنی دار المطالعے و لائبریریوں کا اہتمام (۴) ماہواری اور ہفتہ واری مجالس دعوت و تبلیغ کے پروگرام (۵) رفاع عامہ کے لئے فلاحی اداروں کا قیام۔

دعوت رکنیت

مسلمانوں کو اس کار خیر و صدقہ جاریہ میں شمولیت کیلئے دعوت عام ہے۔

رابطہ کیلئے پتہ

امیر تنظیم دعوت الی الخیر آفتاب کلینک عثمان آباد کراچی ۳ (پاکستان)

ہمارا نصب العین

تنظیم دعوتِ اِلیٰ الخیر کا نصب العین حصولِ رضائے الٰہی و فلاحِ دارین ہے۔

اغراض و مقاصد

۱۔ مسلمانوں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کا جذبہ بیدار کرنا۔

۲۔ قرآنی تعلیمات کو عام کرنا، خصوصاً نوجوان نسل کو رجوع اِلیٰ الخیر دلانا۔

۳۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے فرضِ منصبی کو قرآنی اسلوب کے مطابق ادا کرنے کی سعی کرنا۔

۴۔ قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کرنا اور عملی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کرنا۔

۵۔ ہر قسم کے اختلافات سے بالاتر رہتے ہوئے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔

راہِ عمل

(۱) مدارس تعلیم القرآن کا قیام (۲) دینی رسائل و کتب کی نشر و اشاعت (۳) اسلامی لٹریچر پر مبنی دارالمطالعے و لائبریریوں کا اہتمام (۴) ماہواری اور ہفتہ واری مجالس دعوت و تبلیغ کے پروگرام (۵) رفاعِ عامہ کے لئے فلاحی اداروں کا قیام۔

دعوتِ رکنیت

مسلمانوں کو اس کارِ خیر و صدقۂ جاریہ میں شمولیت کیلئے دعوتِ عام ہے۔

رابطہ کیلئے پتہ

امیر تنظیم دعوتِ اِلیٰ الخیر آفتاب کلینک عثمان آباد کراچی ۲ (پاکستان)